عظمتِ سادات

سَرِالشہادتین

سید الشہدا حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر

خلفِ رشید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک پر درد تحریر

مصنف : شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مُرتّب : آغا محمد شاہ چشتی

نظر ثانی : مفتی سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب دامت برکاتہ

پیشکش : سید الطاف حسین شاہ چشتی دوپاسی

(چیر مین تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

https://www.youtube.com/@Haq.Dopasi

haq.dopasi.786@gmail.com

Contact No 0301-2115588

0311-2115588

تحریکِ اتحاد بین السادات پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

کتاب سر الشہادتین کا تعارف

مذکورہ کتاب شاہ عبد العزیز محدث دھلوی نے عربی زبان میں تحریر فرمائی تھی۔شاہ صاحب کے ایک شاگرد مولوی شاہ سلامت اللہ بدایونی نے سر الشہادتین کی شرح "تحریر الشہادتین" کے نام سے فارسی میں کی جو ۱۸۸۲ میں شائع ہوئی۔اور اس کا اردو ترجمہ مفتی محمد فاروق نے کیا اس کے نسخے علی گڑھ اور بانکی پورہ کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔بعد میں اس کا ایک اور فارسی ترجمہ "اظہار سعادت" کے نام سے ہوا۔اس کتاب نے اتنی شہرت پائی کہ اسکے متعدد فارسی اور اردو ترجمے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔۱۲۶۱ھ میں مکتب مصطفائی نے،۱۲۸۶میں مطبع نظامی کانپور نے ،۱۲۸۸ھ میں مطبع اسدی نے اور اس کے علاوہ نولکشور پریس لکھنؤ،اور مطبع نظامی نے بھی متعدد ایڈیشن شائع کیئے۔ آخری اردو ترجمہ ۱۹۹۲ ءمیں قریشی آرٹ پریس ناظم آباد کراچی نے شائع کیا۔

سر الشہادتین کی وجہ تالیف

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے جب اپنی مشہور زمانہ متنازعہ کتاب تحفہ اثناء عشریہ تحریر کی تو اس سے برصغیر کی مذہبی فضا میں ہلچل مچ گئی اور زبردست فرقہ وارانہ ماحول پیدا ہو گیا۔مناظرے جھگڑے اور اسلامی فرقوں کے درمیان محاذ آرائی کی فضا نے جنم لیا۔جس سے انتہا پسند اور شر پسند لوگوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک فرقے کی دشمنی میں اہلبیت دشمنی کا کھلم کھلا اور برملا اظہار شروع کیا۔اور باقاعدہ ناصبیت کا پرچار ہونے لگا۔حضرت علیؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے خلاف لٹریچر تحریر ہونے لگا۔جس کی وجہ سے شاہ عبد العزیز نے لوگوں کو اہلبیت کے فضائل سے آشنا کرنے کے لیئے مذکورہ کتاب تحریر کی۔

موجودہ حالات میں سر الشہادتین کی افادیت

آج کے پر فتن دور میں سر الشہادتین کی اہمیت وافادیت پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔انتشار،افتراق،فرقہ بندی اور بدعتیں جنم لے رہی ہیں۔ایک غیر محسوس انداز میں اہلبیت نبیؐ کے فضائل

کم کرنے اوران کے ذکر کو ختم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ وہ مستند کتب احادیث اور روایات جو اہلبیت نبیؐ کے متعلق ہیں۔ جسے ہمارے جید و بزرگ علماء و محدثین نے تحریر کیا ہے۔ انھیں مشکوک بنادیا جاتا ہے یا غائب کر دیا جاتا ہے یا اسے دوبارہ چھاپنے سے احتراز کیا جاتا ہے تاکہ آہستہ آہستہ اس کتاب کا تذکرہ فراموش ہو جائے۔ جس کی وجہ سے نئی نسل اہلبیتؑ کے مقام سے ناآشنا ہے۔اس کے مقابلے میں ناصبی لوگ دھڑا دھڑ اہلبیتؑ کے خلاف کتابیں تحریر کر رہے ہیں۔

مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند بھارت اپنی کتاب شہید کربلا اور یزید میں تحریر فرماتے ہیں کہ آج کے نازک دور میں جب کہ مسلمانوں کے سابقہ اختلافات کو بھی امکانی حد تک نقطہ اعتدال پر لانے اور مسلمانوں کو وحدت کلمہ کی بنیاد پر متحد کرنے کی ضرورت تھی مسلمانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ قدیم اور جدید اختلافیت کی خلیج کو اور وسیع کرنے کی نئی نئی صورتیں پیدا کی جارہی ہیں۔ جس سے مسلمانوں کا ضعف اور انتشار اور بھی بڑھتا جارہا ہے۔

حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب دار لعلوم قاسم آباد اپنی کتاب ناصبی سازش میں فرماتے ہیں کہ اس نازک وقت اور خطرناک ترین دور میں اہلسنت جس صورتحال سے دوچار ہوتے جارہے ہیں اور جس گہری سازش کا شکار بنتے جارہے ہیں وہ یہ کہ اندرون خانہ "حب صحابہ" اور ردِ شیعہ کا لیبل لگا کر بکمال ذہانت اہلسنت کا تحریف شدہ ایڈیشن تیار کیا جارہا ہے۔ "خلافت راشدہ" دینی اصطلاحات جس کا خود شارع علیہ صلوٰۃ والسلام ہی کی طرف سے مفہوم و مصداق متعین ہے۔اس اصل دینی حدوں کو وسیع کر کہ بے اثر اور بے وزن بنایا جارہا ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور خلیفہ رابعہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں "یزید" کو اور "مروان" کو اعلٰی سیرت کا حامل، پیکر محاسن، خادم دین وملت اور فہیم و مخلص باور کر لیا جاتا ہے۔اور حیف صد حیف یہ نئی تبدیلی اور خطرناک سازش خود چند نام نہاد ابلسنت افراد کے ہاتھوں انجام پارہی ہے۔ جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔

(کتاب ناصبی سازش مصنف مولانا عبد الرشید نعمانی مکتبہ اہلسنت والجماعت قاسم آباد لیاقت آباد کراچی)

سادات نے ہر دور میں حریت وآزادی اور تحفظ اسلام کے لیے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ جن میں واقعہ کربلا

(ا) ناصبیت۔ یہ بنوامیہ کے پہلے حکمران امیر معاویہ کا پیدا کردہ فرقہ تھا۔ جو حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کو برملا جامع مسجد میں جمعہ کے خطبوں سے پہلے سب وشتم (گالم گلوچ) کرتا تھا بنوامیہ نے اپنے ۹۰ سالہ دور اقتدار میں ماسوائے ڈھائی سال حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس ناشائستہ عمل کو جاری رکھا۔اور ناصبیت کی سرکاری سطح پر پرورش کی۔

کو تاریخ اسلام میں بہت بڑا مقام حاصل ہے محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰؐ کی رحلت کے ٹھیک پچاس سال بعد یعنی ۶۰ ھ میں امیر معاویہ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا یزید تخت خلافت پر فائز ہوا جو اپنے اشعار میں وحی الٰہی کا انکار کرتے ہوئے رسالت و نبوت کو ایک ڈھونگ قرار دیتا تھا۔ جو اسلام اور نبیؐ کی وحی اور نبوت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا تھا

لعبت بنو ہاشم بالملک فلا

خبر جاء ولا وحی نزل

ترجمہ:۔ بنو ہاشم (رسالتمابؐ) نے سلطنت کا کھیل کھیلا تھا۔ نہ ان کے پاس کوئی وحی آئی تھی اور نہ کوئی فرشتہ اترا تھا۔

(تاریخ طبری)

اس نے اقتدار سنبھالتے ہی حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کو خط لکھا کہ وہ حضرت امام حسینؑ عالی مقام، حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس کے لیے بیعت لے لے۔ حاکم مدینہ کے بیعت طلب کرنے پر امام حسینؑ نے فرمایا! "اے امیر ہم خاندان رسولؐ ہیں"۔ اور اس وقت اسلام کا خدا ہی حافظ ہے جب یزید جیسا شخص امت پر حاکم بن جائے۔ اس لیئے مجھ جیسا کبھی بھی یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔

جب ابن زیاد کے بھیجے ہوئے یزیدی لشکر سے سامنا ہوا تو آپؑ نے فرمایا! میرے نانا رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے"۔ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا جو اللہ کی شریعت کو توڑتے ہوئے حرام چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اللہ سے کئے گئے وعدے کو توڑتا ہے۔ اور اللہ کے بندوں پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔ مگر اس کے باوجود خاموش بیٹھا رہے۔ اور فاسق و فاجر حاکم کے خلاف قول و فعل سے آواز تک بلند نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اس خاموش تماشائی کو جہنم میں ڈال دے، اس کے بعد امام حسینؑ نے فرمایا! دیکھو اس یزیدی ٹولے نے فسق و فجور اور ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا ہے اور شریعت کو پامال کیا ہے۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اسلام کی سربلندی کے لئے قیام کروں۔

محترم سادات عظام اس نازک گھڑی میں اس وقت ہر سید پر واجب ہے کہ قرآن و حدیث سے اہلبیتؑ کے فضائل سے امت مسلمہ کو آگاہ کرے۔ اور سادات کے متعلق مستند کتابیں شائع کرنے کا اہتمام کرے۔ موجودہ کتاب سے بہتر استفادہ کے لیئے پبلیشر نے ذیلی عنوانات قائم کر دیئے ہیں۔ تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے۔

محرم الحرام سادات کے لیئے خصوصاًاور امت مسلمہ کے لیئے عموماً" غم وحزن "اور مصیبتوں کا مہینہ ہے۔اس مہینہ ۱۰، محرم الحرام،۶۱ ھجری میں سادات کے جد امجد سبط رسول جگر گوشہ فاطمہ زہرہؓ سید شباب اہل جنت کو ریگزار کربلا میں انتہائی بے دردی اور سفاکی سے شہید کر دیا گیا۔اور رسول اکرمؐ کی بیٹیوں وخواتین اہلبیتؑ کو سر برہنہ شہر بہ شہر کوچہ بہ کوچہ بازاروں اور درباروں میں پھرایا گیا، مسلمانوں کی تاریخ پر واقعہ کربلا کے انتہائی گہرے اثرات مرتب ہوئے،اور امت مسلمہ کے ضمیر پر اس واقعہ نے بہت اثر ڈالا یہ واقعہ اتنا شدید اور دردناک تھا کے چودہ،سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی تروتازہ لگتا ہے۔ ہر سال مسلمان اس واقعہ کو اپنے اپنے انداز سے مناتے ہیں۔رفتہ رفتہ یہ واقعہ بین الاقوامی مظلومیت کی علامت بنتا جارہا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے مختصر حالاتِ زندگی

نام:- پیدائشی نام غلام حلیم رکھا گیا۔ بعد میں شہرت شاہ عبدالعزیز کے نام سے ہوئی۔

والد کا نام:- شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

تاریخ پیدائش:- آپ ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:- آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی قرآن پاک بچپن ہی میں حفظ کر لیا تھا۔ ۱۱ سال کی عمر میں آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اور سولہ سال کی کم عمری میں آپ اپنے والد کی مسند پر فائز ہوئے۔ آپ نے تفسیر حدیث، فقہ، اصول، عقائد، علم کلام، اور تاریخ پر عبور حاصل کیا۔ اور اپنے بہترین حافظہ کی بنا پر تعبیر خواب، وعظ وانشاء پردازی، مناظرہ ومباحثہ پر ملکہ حاصل کیا۔

آپ کا خطاب:- آپ کو نوجوانی میں سراج الہند کے لقب سے نوازا گیا۔

آپ کی اضافی خصوصیات:- آپ کو علم وادب، شعر و سخن کے ساتھ ساتھ موسیقی کے علمی پہلوؤں سے بھی واقفیت تھی۔ ابراہیم ذوق آپ کی شاعرانہ بصیرت پر اعتماد رکھتے تھے۔

آپ کی تصانیف:- تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، بستان المحدثین، نافعہ اصول حدیث، میزان العقائد، فتاویٰ العزیزی، تحقیق رویاء، ملفوضات شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ، سر الشہادتین۔

علمی گھرانہ:- آپ کے گھرانے کے بیشتر افراد سرزمین ہندستان کی افق کے روشن چراغ تھے جن کے سرخیل آپ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہید، شاہ رفیع الدین، برصغیر پاک وہند میں علماء بریلوی ودیوبند دونوں کے لئے یکساں احترام کے حامل تھے۔ جن پر دونوں گروہ اعتماد تھا۔

تاریخ وفات:- آپ کی تاریخ وفات ۷ شوال ۱۲۳۹ھ مطابق ۵ جون ۱۸۲۴ء ہوئی۔ آپ کی وفات پر علماء ہند میں کہرام مچ گیا۔ نماز جنازہ پچپن بار ادا کی گئی۔ جو ایک منفرد واقعہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغمبر اسلام کی ذات میں تمام انبیاء کے کمالات

جو کمالات اور خوبیاں مختلف پیغمبران کرام میں علیحدہ علیحدہ موجود تھیں وہ سب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہو گئی تھیں۔ حضور اکرمؐ کو خلافت ملی جیسے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو ملی تھی۔ حضرتؐ کو سلطنت ملی جیسے حضرت سلیمانؑ کو ملی تھی۔ حضور اکرمؐ میں خلت تھی۔ جیسے حضرت ابرہیمؑ میں تھی۔ (خلت ایسی سچی دوستی کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا شکوہ اور ملال نہ ہو)۔ اللہ تعالی حضور اکرمؐ اور حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا۔ آپ حضرت یونسؑ کی طرح عبادت گزار تھے۔ حضور اکرمؐ بہت شکر گزار تھے جیسے حضرت نوحؑ۔ حضور اکرمؐ میں اس سے بھی زیادہ کمالات تھے۔ ولایت تصرفات ہر قسم کے سب طرح کی محبوبی سب قسم کی مقبولیت، دیدار الہی اللہ پاک سے قربت، شفاعت کبریٰ کی منزل پر فائز تھے۔ کافروں سے جہاد، ان امور کے علاوہ اور بھی کمالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں تھے۔ بے شمار علوم انتہائی درجے کا عرفان، جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنا بلکہ خط امتیاز کھینچنا، فتویٰ دینا، اجتھاد، احتساب اور قرائت وغیرہ۔

مگر ایک کمال باقی رہ گیا تھا وہ تھا شہادت کا مرتبہ۔ یہ کمال حضورؐ کو بذات خود حاصل نہیں تھا۔ اس میں بھی ایک راز تھا۔ وہ یہ کہ اگر حضور اکرمؐ کسی جنگ میں شہید ہو جاتے، تو اسلام کی شوکت متاثر ہوتی۔ دین میں خلل پڑتا اگر لاعلمی میں آپ شہید ہو جاتے۔ (جیسے کہ حضور اکرمؐ کے بعض خلیفہ شہید ہوئے) تو آپ کی شہادت مشہور نہ ہوتی۔ بلکہ اسے مکمل شہادت بھی نہ کہا جا سکتا۔ اس وجہ سے کہ مکمل شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافری اور مشقت میں مارا جائے۔ اس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹی جائیں۔ اس کی لاش میدان میں پڑی رہے۔ چاروں طرف اسکے معزز دوست اور اس کے اقرباء مارے جائیں۔ اسکے اموال لوٹے جائیں۔ اس کے ناموس اور یتیم قید کیئے جائیں۔ اور یہ سب مصائب صرف اللہ تعالی کے لیئے ہوں۔ حکمت الہٰی نے یہ پسند کیا کہ یہ کمال بھی حضوؐر کو مل جائے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کو ملے۔

حسنینؓ عکس کمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ میں

حضور اکرمؐ کے دنیا سے رحلت کرنے کے بعد دور خلافت گزرا مظلومیت اس کی مناسبت نہیں ہے۔ جو بالواسطہ ہو بلکہ اس کی مظلومیت مناسب تھی۔ جو بلاواسطہ حضور اکرمؐ کے قرابت داروں میں سے ہو۔ آپ کو اولاد میں بہت عزیز ہو۔ جس کی منزلت کا رتبہ فرزند کے برابر ہو۔ تاکہ اس کا حال حضور اکرمؐ کے حال میں شامل سمجھا جائے۔ اللہ تعالی کی عنایت نے اس امر پر توجہ کی اور حسنینؓ کو اپنے نانا کی نیابت عطا کی۔ یہ آئینے ہیں پر تو کمال محمدیؐ کے۔ یہ دونوں دور خسار ٹھرائے گئے حضور اکرمؐ کے کمال کے۔ چونکہ شہادت دو قسم کی مقرر کی گئی تھی پہلی قسم کی شہادت ایک مخفی عمل تھا۔ اس لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور جب امام حسنؓ کی شہادت ہوئی تب بھی شبہ رہا۔ یہ امر بیوی کے ہاتھ واقع ہوا۔ حالانکہ یہ رشتہ محبت سے عبارت ہے نہ کہ دشمنی سے۔ یہ سب اسی سبب سے ہوا کہ یہ شہادت پوشیدہ رکھی گئی تھی۔ اس کی بنیاد ہی پوشیدگی پر تھی۔ اسی وجہ سے حضور اکرمؐ نے بھی اس کی خبر نہیں دی تھی نہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے یہ بات بتائی۔ اور نہ کسی اور نے یہ خبر بہم پہنچائی تھی۔

امت مسلمہ میں تاحیات اس رنج و غم اور دردناک مصائب کا تذکرہ

چھوٹے شہزادے امام حسینؓ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوئے اس کی بنیاد شہرت اور اعلانیہ تھی سب سے پہلے وحی میں بہ زبان حضرت جبرائیل اس کا ذکر ہوا فرشتوں کی زبان پر یہ بات آئی پھر مقام شہادت اور زمانہ شہادت کی خبر دی گئی۔ اس بات کو بہت زیادہ شہرت مل گئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کا ذکر علی الاعلان جنگ صفین کے سفر میں کیا۔ جب یہ واقعہ وقوع پزیر ہوا تو اس کی شہرت اس طرح ہوئی کہ مٹی خون بن گئی آسمان سے خون کی بارش ہوئی، غیبی آواز سے مرثیے سنے گئے۔ جن روئے اور انہوں نے نوحہ کیا۔ درندے آپ کی لاش کی نگہبانی کے لیئے لاش کے گرد چکر لگاتے تھے۔ آپ کے قاتلوں کے نتھنوں میں سانپ گھس گئے۔ اس کے علاوہ بھی اس واقع کے شہرت پانے کے اور بھی اسباب تھے۔ تاکہ حاضر اور غائب سب اس جان گداز واقع سے باخبر ہو جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں تاحیات اس رنج و غم اور دردناک مصائب کا تذکرہ اسی شہادت ظاہری کا ثمر ہے۔ اسی شہادت کا شہرہ عالم بالا میں ہے۔ اور عالم خاک میں بھی۔ عالم غیب ہو یا عالم ظاہر خواہ انسان ہوں یا جن صاحب زبان ہوں یا خاموشی۔ اس تمہید کے بعد ان واقعات کا ذکر لازم ہے جن کا اشارتاً ذکر کیا گیا ہے۔

امام حسنؓ اور امام حسینؓ رسولؐ کے بیٹے ہیں

ہم کہتے ہیں کہ دونوں نواسوں کو حضور کا بیٹا ہونا دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اول یہ کہ نواسا بجائے بیٹے کے ہوتا ہے۔ اس لیئے حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کہلائے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضورؐ نے دونوں کو بیٹا فرمایا تھا۔ بہت سی روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا یہ دونوں (امام حسنؓ اور امام حسینؓ) میرے بیٹے ہیں ۔

احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ ابو الحق سبیعی نے ہانی ابن ہانی سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؓ پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے اس بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا نام حسن ہے۔ جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا! میرے اس بیٹے کا کیا نام رکھا ہے میں نے عرض کیا کہ حرب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام حسین ہے۔ اور جب تیسرے صاحبزادے پیدا ہوئے تو حضور اکرم نے فرمایا کہ میرے بیٹے کو دکھاؤ اور تم نے اس کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کا نام حرب رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا نام محسن ہے۔ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کہ نام ہارون کی اولادوں پر رکھتے ہیں یعنی شبر، شبیر اور مبشر۔

اسی روایت کو طبرانی نے معجم الکبیر میں دار قطنی نے کتاب الافراد میں، حاکم بیہقی اور ابن عساکر سب کے سب نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ بغوی اور طبرانی نے اسی مفہوم کو حضرت سلیمان فارسی سے روایت کیا ہے۔

حسنینؓ جوانان جنت کے شہزادے ہیں

حسنینؓ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرتو کمال (شخصیت کا عکس) ہونا دو دلیلوں سے ثابت ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ یہ سیادت مطلقہ ہے۔ روایت کی ہے نسائی نے روبانی نے اور صبا نے حضرت حذیفہؓ سے، اور ابو یعلیٰؓ نے ابو سعید سے ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے، اور ابن عدی نے عبد اللہ ابن مسعود سے ابو نعیم نے علی مرتضیٰؓ سے طبرانی نے معجم الکبیر میں عمر فاروق سے، جابر براء اسامہ بن زید، مالک بن حریث اور دیلمی نے انسؓ سے، ابن عساکر نے حضرت عائشہؓ، عبد اللہ ابن عمرؓ، عبد اللہ ابن عباسؓ اور ابی رمہؓ سے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "حسنؓ اور حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں"

حسنینؓ کا مثل عیسی اور یحییٰ ہونا

ابن ماجہ نے اس روایت میں یہ بھی مزید کہا ہے، کہ ان کے والدان دونوں سے بہتر ہیں۔ طبرانی نے لکھا ہے کہ ان دونوں کہ والدان دونوں سے افضل ہیں۔ حاکم اور حیان نے یہ بھی اضافہ کیا ہے، ماسوائے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی حضرت عیسی اور یحییٰ بن ذکریا کے۔ اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؓ محبت رسولؐ خدا ہے۔ اور ان کی عداوت گویا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت ہے۔ ابن عساکر وغیرہ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے حسینؓ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔

حسنینؓ حضور ﷺ کی ظاہری شخصیت کا عکس ہیں

حسنینؓ کو حضورؐ سے مشابہت ظاہری بھی تھی گویا کہ دونوں شہزادے حضور اکرمؐ کی تصویر ظاہری بھی تھے۔ بخاری نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ کوئی بھی حضرتؐ سے مشابہ نہیں تھا بجز امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے، جن کی زیادہ مشابہت تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ یہ حدیث ترمذی نے جناب امیر حضرت علیؓ سے بہت مفصل اور صحیح نقل کی ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ امام حسنؓ زیادہ مشابہ ہیں حضور اکرمؐ سے چھاتی سے سر تک اور حسینؓ مشابہ ہیں سینے سے قدم تک۔ روایت کی ترمذی نے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؓ کو اٹھالیا اور حسینؓ کو بھی اٹھالیا اور فرمایا! کہ جو مجھ کو دوست رکھے گا اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے گا تو وہ شخص قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔

امام حسنؓ کی سخاوت و عبادت اور واقعہ شہادت

امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ نے پندرہ حج پاپیادہ کیئے۔ آپ کے اپنے کوتل گھوڑے آگے چلے جاتے تھے۔ دو بار تمام مال واسباب خدا کی راہ میں دے ڈالا۔ تین بار آدھا آدھا مال راہ خدا میں تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ ایک جوڑا دے ڈالا اور ایک رکھا۔ ایک موزہ دے ڈالا اور ایک اپنے لیے رکھا۔

امام حسنؓ کی شہادت ۴۹ھ میں ہوئی۔ اول یا آخر صفر میں۔ اور یہی مشہور ہے کہ امام حسنؓ کی وفات کا سبب یہ بنا، کہ آپ کی ایک بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے یزید شقی بن معاویہ کے فریب دینے پر امام کو زہر دے دیا۔ یزید

نے اس امر پر اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا(کہ وہ امام حسنؓ کو زہر دے دے)۔اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ حسنؓ چالیس دن بیمار رہے اور پھر انتقال فرمایا۔اس کے بعد جعدہ نے یزید پلید کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔تو یزید نے جواب دیا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں تھی کہ حسنؓ کے پاس نہ رہے۔ ہم اپنی جان کی خاطر کب راضی ہونگے وہ کم بخت ان لوگوں میں ہو گئی جنہوں نے دین اور دنیا دونوں برباد کر لیئے۔اور یہ نقصان ہے صریح۔آپ کی بیماری یہ تھی کہ جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلتے تھے۔جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو امام حسینؓ نے دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔امام حسنؓ نے فرمایا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو۔امام حسینؓ نے فرمایا جی ہاں۔امام حسنؓ نے فرمایا اگر وہی میرا قاتل ہے جس پر مجھے شک ہے تو اللہ بڑا سخت بدلہ لیگا۔اور اگر وہ قاتل نہیں جس پر میرا ایمان ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لیئے ایک بے گناہ کو مارو۔امام حسنؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے کئی بار زہر دیا گیا۔ مگر اس قدر سخت زہر کبھی نہیں دیا گیا۔آپ کا سن مبارک ساڑے پیتالیس سال سے کچھ دن کم تھا۔آپ ۱۵، شعبان ۳ ہجری کو پیدا ہوئے۔ بعض روایات میں ہے کہ رمضان میں پیدا ہوئے۔یہ شہادت کا ماجرا مخفی تھا۔جس کا تعلق بڑے صاحب زادے سے تھا۔

امام حسینؓ کا بیعت یزید سے انکار اور کوفہ کے حالات

جو شہادت چھوٹے صاحب زادے سے مخصوص ہوئی وہ بڑی مشہور ہے۔سبب یہی ہے کہ یہ شہادت ظاہری ہے۔جب یزید پلید ماہ رجب ۶۰ ھ میں مالک اور بادشاہ بنا۔تو اس نے سب کے لیے مراسلے بھیجے۔اس نے عامل مدینہ ولید بن عقبہ کو لکھا۔کہ وہ امام حسینؓ سے بیعت لے۔امام حسینؓ نے انکار کیا۔کیوں کہ یزید فاسق،فاجر اور شرابی اور ظالم تھا۔امام حسینؓ نے مکہ کی طرف کوچ کیا اور امام نے مکہ میں قیام فرمایا۔یہ خبر کوفہ والوں کو معلوم ہوئی تو مختلف گروہوں اور فرقوں نے متحد ہو کر امام حسینؓ کو لکھا۔کہ آپ ہمارے پاس آکر قیام کریں۔ہم جان اور مال سے آپ کی مدد کریں گے۔اس میں انہوں نے بہت مبالغہ بھی کیا۔آپ کو خطوط کا تانتا بندھ گیا۔آپ کو جب ڈیڑھ سو خطوط مختلف گروہوں اور فرقوں سے ملے۔تو امامؓ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ وہ مسلمؓ کی حمایت اور تائید کریں۔حضرت مسلمؓ مختار بن عبید کے گھر اترے۔بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت مسلمؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس امر کی اطلاع کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو ہوئی۔وہ یزید کی جانب سے کوفے کے حاکم تھے۔اور صحابی بھی شمار ہوتے تھے۔انہوں نے لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اس کے علاوہ کوئی تعرض نہیں کیا۔ایک شخص مسلم بن حضری اور

عمارہ بن ولید بن عقبہ نے حضرت مسلمؓ کی بیعت کا احوال یزید کو لکھ بھیجا انہوں نے نعمان بن بشیر کی غفلت کا حال بھی لکھا۔ یزید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو حاکم مقرر کیا جو بصرے کا حاکم تھا۔

ابن زیاد کا مکر و ظلم اور حضرت مسلمؓ کی شہادت

عبید اللہ نے حجازی لباس زیب تن کیا اور امام حسینؓ کا روپ دھار کر جنگل کی طرف سے شہر میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اندھیری رات تھی۔ لوگ اسے سلام کرتے تھے اور آگے آگے ہجوم تھا۔ اور کہتے تھے اے فرزند رسول آپ کا آنا مبارک ہو۔ عبید اللہ خاموشی سے چلتا رہا۔ اور حاکم کی قیام گاہ تک پہنچ گیا صبح ہوئی تو اس نے لوگوں کو جمع کیا۔ ان کے سامنے حکومت کا اجازت نامہ پڑھا اور انہیں بہت ڈرایا دھمکایا۔ یزید کی مخالفت کرنے پر دھمکیاں دیں۔ اور حضرت مسلمؓ کے حامیوں میں پھوٹ ڈال دی۔ اس کے لیے اس نے حیلے اور تدبیر دونوں سے کام لیا۔ مسلم بن عقیلؓ حضرت ہانی بن عروہؓ کے گھر پوشیدہ ہو گئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو تھوڑی سی فوج دے کر ہانیؓ کے گھر بھیجا۔ اس نے ہانی کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بعد کوفے کے دوسرے رؤسا اور شیوخ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور انہیں دارالامارہ میں قید کر لیا گیا۔ یہ اطلاع حضرت مسلمؓ تک پہنچی تو انہوں نے اپنے حامیوں کو جمع کیا اور ان کے چالیس ہزار آدمیوں نے اس محل کو گھیر لیا جہاں رئیسان قید تھے۔ عبید اللہ نے مقید رئیسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں کو سمجھائیں اور انہیں مسلمؓ کی رفاقت سے روکیں۔ رئیسوں کے سمجھانے پر لوگ تتر بتر ہو گئے۔ شام تک حضرت مسلمؓ کے ساتھ صرف ۵ سو آدمی رہ گئے تھے۔

جب اندھیرا ہوا تو وہ بھی فرار ہو گئے۔ اور حضرت مسلمؓ تنہا رہ گئے۔ حضرت مسلم متردد ہوئے۔ ایک عورت کے گھر پہنچے اور پانی مانگا اس نیک بخت عورت نے پانی پلایا اور اپنے گھر میں پناہ دی۔ اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا کارندہ تھا۔ اس نے محمد بن اشعث کو اطلاع دی اس نے عبید اللہ بن زیاد کو باخبر کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے کوتوال کوفہ عمر بن حریث اور محمد بن اشعث کو بھیجا۔ انہوں نے مسلمؓ کی پناہ گاہ کو گھیر لیا۔ مسلم تلوار لے کر نکلے اور قتال کرنے لگے۔ محمد بن اشعث نے مسلمؓ کو امان دی۔ اور مسلمؓ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس شقی نے حضرت مسلمؓ کو قتل کر دیا۔ اور ان کی لاش لوگوں کے سامنے پھینک دی۔ اس نے ہانی کو سولی پر لٹکا دیا۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ کا ہے۔ ابن زیاد نے مسلم کے دونوں فرزندوں محمد اور ابراہیم کو بھی شہید کر دیا۔

امام حسینؓ کی مکہ روانگی اور لشکر حر کا سامنا

جس دن مسلمؓ شہید ہوئے اسی دن امام حسینؓ نے مکے سے کوفے کی جانب کوچ کیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ امام نے ۸ ذی الحجہ کو کوچ کیا۔ امام کی روانگی کا سبب یہ تھا کہ مسلم بن عقیلؓ نے جلدی تشریف لانے کی تاکید کی تھی۔ جب آپ نے چلنے کی تیاری کی تو عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، جابرؓ، ابو سعید خدریؓ، اور ابو واقعہؓ نے انہیں سفر کرنے سے منع کیا۔ آپ نے کسی کی بات تسلیم نہیں کی۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ ایک مینڈھے کے سبب کعبہ کی بے حرمتی ہو گی۔ اور کہیں میں ہی وہ مینڈھا ثابت نہ ہوں۔ امام حسینؓ نے اپنے خدام، اہل خانہ اور اپنے غلاموں کے ساتھ سفر کی تیاری کی۔ ان کی تعداد بیاسی تھی۔ آپ نے راستے میں مسلمؓ کی شہادت اور ان کے حامیوں میں تفرقے کی خبریں سنیں۔ آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو مسلمؓ کے بھائی کہنے لگے کہ ہم واپس نہیں لوٹیں گے بلکہ اپنا بدلہ لیں گے یا قتل ہو جائیں گے۔ امامؓ نے فرمایا کے تمہارے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے۔ امامؓ کوفے کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب کوفہ دو منزل دور رہ گیا تو راستے میں حر بن یزید ریاحی ملا اس کے ساتھ ایک ہزار سواروں کا لشکر تھا۔ یہ ابن زیاد کے حامی تھے حر نے امامؓ سے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن زیاد نے بھیجا ہے اور مجھ کو حکم ہے۔ کہ میں آپ کو اس کے پاس لے جائے بغیر نہیں چھوڑوں۔ واللہ میں مجبور ہوں۔ امامؓ نے فرمایا! کہ میں خود اس شہر میں نہیں آیا۔ بلکہ میرے پاس اس شہر سے بہت سے خطوط اور پیغامات پہنچے ہیں۔ تم اہل کوفہ میں سے ہو۔ اگر تم اپنی بیعت اور اقرار پر قائم ہو تو میں چلنے کو تیار ہوں۔ ورنہ میں واپس پلٹ جاتا ہوں۔ حر نے کہا کہ مجھے نہ خطوط کا علم ہے اور نہ میں پیغامات کو جانتا ہوں۔ میں واپس کوفہ بھی نہیں جا سکتا۔ میں آپکو چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ میں آپ کو ابن زیاد کے پاس لے کر ہی جاؤں گا۔ اس کے علاوہ بھی مزید بات چیت ہوئی۔

سرزمین کربلا

امام حسینؓ نے کوفہ کے بجائے کربلا جانے کا راستہ اختیار کیا۔ اور کربلا میں دوسری محرم کو اترے۔ جب آپ کربلا پہنچے تو اس جگہ کا نام معلوم کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔ فرمایا یہ جگہ رنج اور بلا کی ہے۔ سب لوگ اترے ساز و سامان اتارا گیا۔ حر کا لشکر بھی امام کے سامنے اترا۔ ابن زیاد نے امام حسینؓ کو ایک خط یزید کی بیعت کے لیئے لکھا۔ جب خط امام حسینؓ کو ملا اور انہوں نے پڑھا اور ایک طرف ڈال دیا۔ آپ نے ایلچی سے کہا اس کا جواب

میرے پاس کچھ نہیں ہے، ایلچی ابن زیاد کے پاس واپس لوٹا۔ ابن زیاد جواب سن کر غصے سے بھڑک اٹھا۔ اس نے لوگ جمع کئے لشکر اکٹھا کیا۔ اور اس کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو بنایا۔ عمر اس وقت "رے" کا حاکم تھا۔ اس نے امام سے لڑائی کے لیئے جانے سے پہلو تہی کا اظہار کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ یا تو لڑائی کے لیئے جانا ہو گا۔ یا "رے" کی حکومت چھوڑنی ہو گی۔ عمر ابن سعد نے رے کی حکومت کو ترجیح دی۔ وہ امامؑ سے لڑنے کے لئے فوج کا لشکر لے کر چلا۔ بد نہاد ابن زیاد ایک سردار کو تھوڑے تھوڑے لشکر دے کر بھیجتا گیا۔ یہاں تک کہ عمر ابن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے کا لشکر جمع ہو گیا۔ وہ دریائے فرات کے کنارے اترا اور امامؑ کے ہمراہیوں اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا۔ عمر ابن سعد کے ساتھ وہی تھے جو امامؑ سے لڑ رہے تھے۔ جنہوں نے امام کو خط لکھے تھے اور بیعت کی تھی۔ جب امامؑ کو یقین ہو گیا۔ کہ مخالفین بغیر لڑے نہیں چھوڑیں گے۔ تو امامؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ اپنے چاروں طرف خندق کھود یں۔ اس کا ایک دروازہ رکھا گیا۔ کہ اس سے نکل کر لڑیں۔

حر کی توبہ اور امامؑ کے ساتھیوں کی شہادت

ابن سعد کے لشکر نے گھوڑے کسے اور امامؑ پر نرغہ کیا۔ اور امامؑ کے رفقاء کو قتل کرنا شروع کیا۔ امامؑ کے اہل خاندان اور ساتھی ایک ایک کر کہ شہید ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔ امام ؑ نے بہ آواز بلند فرمایا کہ "کوئی ہے کہ اللہ کی خاطر ہماری مدد کو پہنچے"۔

"ہے کوئی حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچانے والا"۔ یہ سن کر حر ابن یزید ریاحی نے پیش رفت کی وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر امامؑ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے پہلے آپ کے مقابلے پر آیا تھا۔ اس وقت میں آپ کے گروہ میں شامل ہوں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ تا کہ اس جانثاری کے بدلے میں مجھے آپ کے نانا کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

یہ کہہ کر حر نے عمر ابن سعد کے لشکر پر حملہ کیا۔ وہ گروہ بے دین سے خوب لڑے۔ اور یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ پھر خوب جنگ ہوئی۔ امام حسینؑ کے ہمراہی شہید ہو گئے۔ آپ کے بھائی، بیٹے اور چچازاد بھائی بھی شہید ہو گئے۔

فرزند رسول ﷺ کی مظلومانہ شہادت

اور اب وہ وقت آگیا جب آپ تنہا رہ گئے۔ آپ خود میدان میں آئے اور ننگی تلوار لے کر معرکہ آراء ہوئے۔ خوب لڑے۔ جو مقابل صف سے باہر نکلتا تھا۔ تو آپ اسے قتل کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ لشکر امراء کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا۔ آخر کار امامؓ زخموں سے چور چور ہو گئے۔ آپ پر چاروں طرف سے تیر برسنے لگے۔ شمر ذی الجوشن سامنے آیا اور خیام کے اور امام حسینؓ کے درمیان حائل ہونے لگا۔ امام نے للکارا کہ اے گروہ شیطان تم پر خرابی ہو۔ میں تم سے ادھر لڑ رہا ہوں تمہیں اہلبیت عظام سے کیا ہے۔ خواتین تو تم سے نہیں لڑ رہی ہیں۔ یہ سن کر شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اہلبیت کی طرف جاؤ۔ اور اس شخص کو قتل کر دو۔ ظالم تیر اور نیزے لے کر امامؓ پر حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ امامؓ زمین پر آپڑے۔ اور شہید ہو گئے۔ نصر بن خرشہ نے امامؓ کا سر کاٹنے کی کوشش کی مگر وہ نہ کاٹ سکا۔ خولی بن یزید گھوڑے سے اترا اور اس نے سر امام حسینؓ قطع کیا۔ ایک روایت یوں ہے۔ کہ شمر ملعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ اے کم بختو! اب کیا دیکھتے ہو، اس شخص کو جو زخموں سے چور چور ہو گیا ہے۔ یہ سنتے ہی امامؓ پر تیروں اور نیزوں کا مینہ برسنہ شروع ہو گیا۔ ایک ظالم کا تیر امام کے تالو سے پار ہو گیا۔ گھوڑے سے گر پڑے۔ اور اسی حالت میں شمر نامراد نے چہرے مبارک پر تلوار کا وار کیا، پھر سنان ابن انس نے نیزا مارا خولی اپنے گھوڑے سے اترا۔ تا کہ امامؓ کا سر کاٹے اس کے بعد شبل بن یزید یعنی خولی کا بھائی گھوڑے سے اترا اور اس نے سر مبارک کاٹ کر اپنے بھائی کے حوالے کیا۔ پھر وہ خیام اہلبیت میں گھس گئے۔ انہوں نے وہاں بارہ بچوں اور خواتین کو اپنی قید میں کر لیا۔ عمر ابن سعد اور شمر ذی جوشن کے حکم سے امام حسینؓ کے لاش مبارک کو روند ڈالا۔ سر مبارک کو بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ذریعہ ابن زیاد کو بھیج دیا۔

اہلبیت کی قید اور شہداء کربلا

امامؓ کے اہلبیت میں علی ابن ابی طالبؓ کے پانچ بیٹے عباسؓ، عثمانؓ، محمدؓ، عبداللہؓ اور جعفرؓ شہید ہوئے۔ امام حسنؓ کے چار بیٹے قاسمؓ، عبداللہؓ، عمرؓ اور ابو بکرؓ شہید ہوئے۔ امامؓ کے اپنے دو بیٹے شہید ہوئے۔ ایک تو علی اکبرؓ جو امام کے سامنے خوب لڑے اور شہید ہوئے۔ دوسرے عبداللہؓ صغیر سن تھے۔ وہ اپنے والد گرامی کی گود میں تھے کہ ایک شقی کا

تیر لگا۔اور وہ شہید ہو گئے۔امامؑ کے ساتھ عبداللہ ابن جعفرؓ کے دو بیٹے عونؓ اور محمدؓ شہید ہوئے۔ عقیل ابن ابی طالبؓ کے تین بیٹے عبداللہ عبدالرحمانؓ اور جعفرؓ شہید ہوئے۔اللہ تعالی ان سب شہداء سے راضی ہے۔

امام دسویں محرم ۶۱ھ کو شہید ہوئے۔آپ کی عمر چھپن برس پانچ مہینے اور پانچ دن تھی۔ابن زیاد بدنہاد کے حکم سے سر مبارک کوفے کی گلیوں میں گھمایا گیا۔پھر سر مبارک کو دیگر شہداء کے سروں کے ساتھ اور قیدی اہلبیت کے ساتھ شمر ذی جوشن کی نگرانی میں دمشق کی جانب یزید کے پاس بھیجا گیا۔یزید نے اہلبیت اور سر مبارک امام زین العابدینؓ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا۔اناللہ واناالیہ راجعون۔

وحی جبرائیلؑ کا شہادت کی خبر دینا اور کربلا کی مٹی لانا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس ہولناک واقعہ کی خبر دینا بذریعہ وحی جبرائیل علیہ السلام مشہور اور متواتر ہے۔یہ منجملہ حدیث روایت کی ابن سعد نے اور طبرانی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حوالے سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ انہیں خبر دی ہے جبرائیل نے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد ارض طف (کربلا) میں قتل کیا جائیگا۔

آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیل یہ مٹی لایا اور مجھے کہا کہ یہی ان کی تربت گاہ ہو گی۔ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ابوداؤد اور حاکم نے ام فضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل آئے اور پھر مجھے کہا کہ قریب ہے۔کہ میری امت قتل کرے۔میرے اس بیٹے (امام حسینؓ) کو اور مجھے تھوڑی سی سرخ مٹی دی۔اس زمین کی جہاں امام شہید ہونگے۔

امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک آیا میرے گھر میں ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔اور کہا کہ آپ کا یہ بیٹا یعنی حسینؓ قتل ہو گا اور اگر آپ چاہیں تو آپ کو اس زمین کی مٹی دکھاؤں۔جہاں یہ فرزند شہید ہو گا۔پھر اس فرشتے نے تھوڑی سی مٹی نکالی۔ام بغوی نے روایت کی ہے اپنی معجم میں بحوالہ حضرت انسؓ کہ بارش کے موکل فرشتے نے پروردگار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اجازت مانگی اسے اجازت مل گئی۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے بی بی ام سلمہؓ کو ہدایت کی کہ کوئی اندر نہ آئے۔وہ دروازے کی نگرانی فرما رہیں

تھیں تو امام حسینؓ اندر چلے آئے اور حضور ﷺ پر جھولنے لگے۔ تب فرشتے نے کہا کیا آپ انہیں بہت پیار کرتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ "ہاں" فرشتے نے کہا۔ کہ عنقریب آپ کی امت انہیں قتل کریگی۔ اگر آپؐ فرمائیں تو آپ کو وہ مقام بھی دکھاؤں جہاں یہ قتل کیئے جائیں گے، آپ کو درردری بالو یا سرخ مٹی دکھائی۔ ام سلمہؓ نے اسے اپنے کپڑے میں لے لیا۔

ثابت نے کہا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ زمین کربلا ہے۔ اس کو ابو حاتم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ امام احمد کے بیٹے نے اپنی کتاب زیادۃ المسند میں یوں روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ پھر مجھے سرخ مٹی دی۔

رسول اللہ ﷺ کا غم حسینؓ میں رونا اور غمگیں ہونا

حاکم بہیقی نے ام افضل سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن امام حسینؓ کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں لے کر گئی۔ میں نے امام حسینؓ کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے۔ کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کردیگی۔ اور جبرائیلؑ نے مجھے حسینؓ کے مقتل کی مٹی بھی دی ہے۔ اسحٰق ابن راہویہ بہیقی نے اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول اللہؐ کروٹ سے سوتے تھے ایک دن جاگ پڑے۔ آپ غمگیں تھے اور آپ کے دست مبارک میں سرخ مٹی تھی۔ آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا مٹی ہے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی ہے کہ حسین عراق کی سرزمین میں قتل کیا جائیگا۔ اور یہ مٹی اسی جگہ کی ہے۔

بہیقی اور نجم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ مینہ برسانے والے فرشتے نے رسول اکرمؐ سے ملنے کی اجازت مانگی اسے اجازت ملی۔ اتنے میں امام حسینؓ حضورؐ کے شانے پر جھولنے لگے۔ فرشتہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ ان صاحب زادے کو بہت پیار کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "ہاں"۔ اس نے کہا کہ اس کو آپ کی امت قتل کرے گی۔ اور اگر آپ خواہش کریں تو آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ صاحب زادے مقتول ہوں گے۔ پھر فرشتے نے ہاتھ مارا اور حضور اکرمؐ کو سرخ مٹی دکھائی۔ اس مٹی کو حضرت ام سلمہؓ نے لے لیا۔ اور اپنے پاس پوٹلی باندھ کر رکھی۔ انسؓ نے کہا کہ ہم سنا کرتے تھے کہ حسین کربلا میں شہید ہوں گے۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسین ؓ میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی امت اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ اس کے بعد امام حسینؓ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے آپ کو تھوڑی سی مٹی دی۔ حضرتؐ نے اس مٹی کو دیکھا تو فرمایا کہ اس میں رنج و بلا کی بو آتی ہے۔ پھر حضورؐ نے بی بی ام سلمہؓ سے فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہوا ہے حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو شیشے میں بند رکھا۔

میرا یہ بیٹا ارض کربلا میں قتل ہو گا

ابن عساکر نے امام حسنؓ کے پوتے محمد سے روایت کی ہے کہ ہم کربلا کی دو نہروں پر امام حسینؓ کے ساتھ تھے۔ کہ امام حسینؓ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا کہ اللہ سچا ہے اور اس کا رسولؐ سچا ہے۔ حضور اکرمؐ نے سچ فرمایا کہ گویا میں (یعنی رسول اکرم) دیکھ رہا ہوں کہ ایک ابقی کتا میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے۔ شمر ذی الجوشن کوڑہی تھا۔

ابن سکن اور بغوی نے کتاب صحابہ میں روایت کی ہے اور ابو نعیم نے سحیم سے کہ انس بن حارث نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرا بیٹا حسین ارض کربلا میں قتل ہو گا۔ اور جو شخص وہاں موجود ہو اس پر نصرت حسینؓ فرض ہے۔ اس لیئے انس بن حارث کربلا تشریف لے گئے۔ اور امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ بیہقی نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے۔ کہ حسینؓ حضور اکرم کے پاس حضرت بی بی عائشہؓ کے بالا خانے پر تشریف لائے۔ اس وقت وہاں پر جبرائیل بھی موجود تھے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا! کہ آپ کی امت انہیں قتل کریگی۔ اگر آپ چاہیں تو میں وہ زمین بھی آپ کو دکھلاؤں جہاں یہ شہید ہوں گے۔ حضرت جبرائیل نے عراق کی بے آب و گیاہ زمین کی طرف اشارہ کیا۔ اور وہاں کی سرخ مٹی لے کر حضور اکرم کو دکھائی۔

بیہقی نے یہ حدیث ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے موصول کی ہے۔

بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ ابن عمرؓ مدینہ آئے اور امام حسینؓ عراق کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ عبداللہ ابن عمرؓ امام حسینؓ سے وہاں ملے جہاں ربذہ دو منزل پر تھا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اختیار دیا تھا کہ وہ آخرت اور دنیا میں سے جسے چاہیں اختیار کریں۔ تو حضرت نے

آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا کو طلب نہیں کیا۔ آپ حضورؐ کے جگر پارے ہیں۔ واللہ تم میں سے کسی کو دنیا نہیں ملے گی۔ اس میں آپ کے لیئے بہتری ہے۔ اس لیئے آپ واپس لوٹ چلیں۔ امامؓ نے واپسی کا ارادہ نہیں کیا تو ابن عمرؓ نے امام سے گلے مل کر کہا، کہ اے شہید ہونے والے میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ ہمیں اس امر میں شک نہیں تھا اور اہلبیت میں اکثریت کو یقین تھا کہ حسینؓ کربلا میں شہید ہوں گے۔

اہلبیتِ محمدؐ کے جوانوں پر آسمان وزمین روئیں گے

ابو نعیم نے یحییٰ خضری سے روایت کی ہے کہ یحییٰ نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ صفین کی جانب کوچ کیا جب نینوا کے قریب پہنچے تو حضرت علیؓ نے فرمایا! اے اباعبداللہ فرات کے کنارے صبر کرنا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو امامؓ نے فرمایا! کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے اور انہیں جبرائیل نے کہا ہے۔ کہ حسینؓ فرات کے کنارے شہید ہو گا۔ اور انہیں وہاں کی مٹی دکھائی۔

ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ اصبغ نے کہا کہ حضرت علیؓ کے ہمراہ قبر گاہ حسینؓ پر آئے تھے۔ جناب علی نے فرمایا کہ یہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کی جگہ ہے۔ یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے۔ یہ ان کا خون بہنے کا مقام ہے۔ اہلبیت محمدؐ کے بہت سے جوان یہاں پر مارے جائیں گے۔ اور ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

حاکم نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی نے حضور اکرمؐ پر وحی بھیجی کہ یحییٰ ابن ذکریا کے بدلے میں ستر ہزار افراد قتل کیئے ہیں۔ اور تیرے نواسے کے بدلے میں ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کرنا ہے۔

عاشور کے دن رسول اللہ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے

احمد اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دن خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لہو سے بھرا ہوا شیشہ تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ حسینؓ اور ان کے رفقاء کا خون ہے آج صبح سے اٹھا رہا ہوں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کے میں نے اس دن کو یاد رکھا پھر مجھے اسی دن امام حسینؓ کے شہید ہونے کی خبر ملی یعنی معلوم ہوا۔ کہ خواب والے دن حسین شہید ہوئے تھے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت امہ سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم کو خواب میں دیکھا آپ کی داڑھی اور سر خاک آلود تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یار سولؐ اللہ یہ کیا حال ہے حضورؐ نے فرمایا! کہ میں ابھی ابھی مقتل حسین پر گیا تھا۔

شہادت حسینؓ پر آسمان سے خون کی بارش ہوئی

بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے، کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی جب صبح ہوئی تو ہمارے گھڑے اور مٹکے خون سے بھرے ہوئے تھے۔

بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ زہری نے کہا کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ جس دن حسینؓ شہید ہوئے اس دن بیت المقدس سے جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ تازہ سرخ خون نکلتا تھا۔

بیہقی نے امام حبان سے روایت کی ہے کہ جس دن حسینؓ شہید ہوئے ہم پر تین دن اندھیرا رہا جس نے زعفران منہ پر ملی اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کا جو پتھر اٹھایا اس سے تازہ خون نکلا۔

بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی ہے کہ جس دن حسینؓ شہید ہوئے۔ یزید کے لشکر والے فوج حسینی کے کئی اونٹ پکڑ کر لے گئے۔ انہوں نے اونٹ ذبح کیئے اور پکایا۔ اس قدر کڑوے نکلے جس طرح اندراتن کا پھل اور کوئی بھی انہیں نہ کھا سکا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے سفیان سے روایت کی ہے کہ اس کی دادی نے اسے یوں بتایا۔ کہ جس دن حسینؓ شہید ہوئے درس راکھ ہو گئی۔ اور گوشت ایسا ہو گیا۔ جیسے اس میں آگ بھری ہوئی ہو۔

بیہقی نے علی بن فہر سے روایت کی ہے کہ علی بن فہر نے اپنی دادی سے سنا کہ جب حسینؓ شہید ہوئے تو چند دن آسمان روتا رہا۔

شہادت حسین پر جنات کا نوحہ

ابو نعیم نے روایت کی حبیب ابن ثابت سے کہ انہوں نے سنا کہ جن حسینؓ پر یہ شعر پڑھ کر روتے تھے۔

ترجمہ:

اس جبین کو نبیؐ نے چوما، اسکے ماں باپ قریش

کی جان تھے۔ اس کے نانا جہان سے بہتر تھے۔

ابو نعیم طریق حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت امہ سلمہؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جنوں کا رونا نہیں سنا تھا۔ مگر آج کی رات تب میں نے سمجھ لیا کہ میرا بیٹا حسینؓ شہید ہوا ہے۔ پھر حضرت امہ سلمہؓ نے اپنی کنیز سے کہا، کہ گھر سے باہر نکل کر معلوم کر۔ تب معلوم ہوا کہ حسینؓ شہید ہو گئے۔ جن نوحہ کر رہے ہیں۔ ابو نعیم نے مزید ابن جابر بن خضرمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جنوں کو حسینؓ پر روتے سنا۔ ابو نعیم نے مزید ابن جابر بن خضرمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جنوں کو حسینؓ پر روتے سنا۔

میرے قتل کا قصہ اصحاب کہف سے بھی عجیب ہے

ابن عساکر نے منہال ابن عمرو سے روایت کی ہے، کہ میں شہر دمشق میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ سر حسین کو نیزے پر لے جایا جارہا ہے۔ سر مبارک کے سامنے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا جارہا ہے۔ جب وہ سورہ کہف کی اس آیت پر پہنچا کہ "کیا تو نے جانا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں کے عجوبہ تھے "۔ تو اللہ نے سر مبارک کو گویا کر دیا۔ سر مبارک نے کہا کہ "میرے قتل کا قصہ اصحاب کہف کے قتل سے عجیب ہے"۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے سلسلہ ابن الھیبہ سے اور انہوں نے ابی قنبل سے سنا کہ جب امام حسینؓ شہید ہوئے۔ ان کا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف لے جایا جانے لگا تو سر لے جانے والوں نے اپنے سفر کی پہلی منزل پر قیام کیا اور خرمے کا شیرہ پینے لگے۔ تو غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا۔ اور اس نے خون سے ایک شعر لکھا

ترجمہ:

حیرت ہے کہ قاتلان حسین، امام حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد

ان کے جد سے بروز قیامت شفاعت کی امید بھی رکھتے ہیں۔